سوال

پہلی طلاق ای میل کے ذریعہ دی گئی اور یہ ای میل بیوی اور باپ اور چچا کو ارسال کی گئی تو کیا یہ طلاق صحیح ہے یا کہ دستخط والا کاغذ ہونا ضروری ہے ؟ اور کیا باقی دو طلاقیں ابھی حاصل کرنا ممکن ہیں ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کے لیے، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ شریعت اسلامیہ میں صرف زبان سے طلاق کے الفاظ نکالنے یا پھر لکھنے یا اشارہ جو کلام کے قائم مقام ہو سے طلاق ہو جاتی ہے

اس کی مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (20660) کے جواب کا مطالعہ کریں، یہ تو اس صورت میں ہے جب معاملہ اللہ اور اس کے بندے کے مابین ہو اور اسے کسی دوسرے نے نہ سنا ہو

رہا مسئلہ ای میل کے ذریعہ طلاق دینے کا طلاق واقع ہونے کے سلسلہ میں تو کوئی مشکل نہیں طلاق واقع ہو جائیگی کیونکہ جب خاوند اپنی بیوی کی طلاق لکھ دے تو طلاق لکھنے کی صورت میں واقع ہو جائیگی، لیکن یہاں اس طلاق کی توثیق اور ثبوت کا مسئلہ ہے، آیا یہ ای میل خاوند نے کی بھی ہے یا نہیں ؟

ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ ای میل کے ذریعہ خاوند کی جانب سے دی گئی طلاق واقع ہوگی جب یقینی طور پر ثابت ہو جائے کہ طلاق والی ای میل خاوند نے ہی ارسال کی ہے، یا پھر اس شخص نے جس کو خاوند نے طلاق دینے کے لیے وکیل بنایا تھا، اور وہ خود اس کا اعتراف کر لے اور اس سے انکار نہ کرتا ہو

لیکن اگر یہ ثابت نہ ہو سکے اور نہ ہی خاوند اس کا اعتراف کرے تو پھر اس ای میل کی کوئی حیثیت و اعتبار نہیں ہوگا، اور اس حالت میں اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی

کیونکہ انٹرنیٹ اور ای میل استعمال کرنے والے سب افراد کو معلوم ہے کہ کسی کی ای میل چرا کر اسے ای میل کرنا ممکن ہے، اس لیے یقینی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ای میل کرنے والا خود خاوند ہے، لہذا یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ یہ ای میل خاوند نے ارسال کی ہے

اس لیے یہ ضروری ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے اور ثابت ہو جائے کہ ای میل خاوند نے ہی کی ہے، اور جب ثابت ہو جائے اور خاوند اقرار کر لے کہ ای میل اس نے کی تھی تو پھر یہ طلاق شمار کی جائے، اور اگر وہ اقرار کر لے تو پھر عدت اس وقت سے شمار کی جائیگی جب اس نے طلاق کے الفاظ بولے یا لکھے تھے

دوم :

فوری طور پر اس وقت باقی دو طلاقیں حاصل کرنا اور دینا ممکن نہیں، کیونکہ طلاق ایک کے بعد دوسری بار ہوتی ہے اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

طلاقیں دو بار ہیں.

یعنی رجعی طلاق دو بار ہے، اللہ تعالی نے " طلقتان " نہیں فرمایا جو کہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ طلاق ایک کے بعد دوسری بار واقع ہوگی، اور ہر بار کی طلاق میں عدت بھی ہے،

اس لیے جب پہلی طلاق شمار ہوگئی ہو تو ہم عدت کے دوران دیکھیں گے اگر تو خاوند آپ کو عدت کے دوران واپس لے جاتا ہے اور رجوع کرلیتا ہے تو یہ طلاق شمار ہوجائیگی اور باقی دو طلاقیں رہ جائیں گی، اور خاوند کو اس پر گواہ بنانا ہونگے

اور اگر وہ دوران عدت آپ سے رجوع نہیں کرتا تو آپ عدت گزرتے ہی اس سے بائن ہوجائیں گی، اور اس کے لیے حلال نہیں ہونگی، الا یہ کہ نئے مہر کے ساتھ نیا نکاح پوری اور شرعی شروط کے ساتھ عقد نکاح ہو

اور یہ آپ کے لیے باقی لوگوں کی طرح اجنبی ہوگا جب تک آپ اور آپ کے ولی کی موافقت اور رضامندی نہیں ہوتی یہ نیا نکاح نہیں ہوسکتا

اور دوسری طلاق ہوجانے کی صورت میں بھی یہی یہی کہا جائیگا کہ اگر دوران عدت آپ سے رجوع کرلے تو آپ اس کی بیوی ہیں، اور نہیں کرتا تو پھر وہی پہلی صورت ہوگی

اور اگر تیسری طلاق دے دیتا ہے تو آپ اس کے لیے حرام ہوجائینگی جب تک کہ آپ کسی دوسرے شخص سے شرعی نکاح نہیں کرلیتی، اور اس نکاح سے مقصود پہلے خاوند کے لیے حلال ہونا نہ ہو، اور شرعی دخول بھی ہوا گر اس دوسرے خاوند سے کسی سبب کے باعث علحدگی ہوجائے تو آپ پہلے خاوند کے لیے عدت گزرنے کے بعد حلال ہونگی

واللہ اعلم .

الاسلام سوال وجواب

36761